

اُردو نثر کی داستان

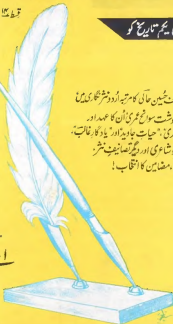
قسط ۱۲

ہر ماہ کی یکم تاریخ کو

خواجہ الطاف حسین حالی کا مرتبہ اُردو نثر نگاری میں
اُن کی خود نوشت سوانح عمری اُن کا عہد اور
”حیات سعدی“، ”حیات جاوید“ اور ”یادگار غالب“،
مقدمہ شعر و شاعری اور دیگر تصانیف نثر
مکتوبات، مضامین کا انتخاب!

مؤلف:

اے حمید



مطبوعات شیخ غلام علی، آبدلی مارکیٹ، چوک انارکلی، لاہور



اُردو ادب کے شائقین کے لیے روشن کتابوں کے سلسلے کی
ایک خصوصی پیشکش

اُردو شرقی داستان

قسط ۱۲

مؤلف:
اے حمید



مطبوعات شیخ غلام علی
ادبی مارکیٹ، چوک انارکلی، لاہور

آرٹو گریک داستان کی تیز رفتار ادب پر مبنی تھی۔ خود کا آپ کے
 ماننے ہے۔ اس طرح آپ خود اس طرح تھیں حال ہی خود نوشت
 سرخ مری نہیں گئے اور یہی اس کتاب کی ہتھیاری شخصیت ہے۔ یہ
 سرخ مری انہوں نے خواب میں ایک سنیہ میں بگڑی کی لڑائی پر
 لکھ کر دی تھی۔ ان کی زندگی کے اس ملک مفصل حالت شاید آپ کو
 کسی اور کتاب میں مل سکیں۔ خود نوشت سرخ مری کے ساتھ اکثر
 مری میں مری میں مری کے مری میں مری میں مری میں مری میں
 خواہر اللہ تھیں حال ہی اعلیٰ درجے کے مری میں مری میں
 تھے۔ یہ ایک "حیات" "حیات" "حیات" "حیات" "حیات" "حیات"
 اور خود نوشت مری میں مری میں مری میں مری میں مری میں
 انہوں کے علاوہ ان کی دیگر تصنیف پر مری میں مری میں مری میں
 میں نہیں۔ انہوں کے ساتھ مری میں مری میں مری میں مری میں
 گئے ہیں۔ حال ہی کے مری میں مری میں مری میں مری میں
 مری میں مری میں مری میں مری میں مری میں مری میں
 ایک مری میں مری میں مری میں مری میں مری میں مری میں
 خود ادب میں حال ہی نظام روز مری میں مری میں مری میں
 ادب کی مری میں مری میں مری میں مری میں مری میں مری میں
 پتے و مری میں مری میں مری میں مری میں مری میں مری میں
 اس کے ساتھ ساتھ وہ خود تنقید اور سیرت لکھنے کے بھی بادشاہ
 ہیں۔ انہوں نے جدید فن تنقید کی طرح ڈالی۔ آرٹو گریک ایک
 نہایت شخصیت نظر آتے ہیں۔

ان کی زندگی پر اس قدر غفلت کہ اب عرقِ کھڑے پر جناب
 اے مسیہ مہاراجہ ہمارے شوق ہیں۔ ان کے فن کی دوا دے دیتا ہوں
 ہماری۔

اور امت مسلمہ! اس کے ساتھ ہم چٹاڑے واریت کی تعلیم کیلئے
دعوتِ اعلیٰ، آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں جس سے آپ یقیناً
مطمئن ہوں گے۔



دنیائی ہر قوم اور علاقائی
بہائی کی روشنی کے یہی کا انتخاب



ملک : پنجاب

تقریباً ۱۰۰۰۰۰

فہرست : باب اولیٰ

1. *Phragmites australis*

اے حبیبہ ایم۔ امیں بکتر

توضیفات تلبه اشتیاق مر

2004

آری: سید مرتضیٰ



المجلس

طبع : ۱۰۰۰



10

مطبوعات فیض الاسلام

فصل اول در بیان کلیات

المجلس

$\frac{1}{2} \text{H}_2\text{O}$ $\frac{1}{2} \text{H}_2\text{O}$ $\frac{1}{2} \text{H}_2\text{O}$

2011 (continued)

کے خلاف ہے۔

ملاوا اگر تیری حق نہیں مانتے تھے۔ ایک آدمہ ہار چکے گا اور دنیا نہ ہو سکا۔ لیکن جبریت یہ ہے کہ سرکارِ عظیم ہندوستان کے منشا کی عبادت کیجئے تھے اس وقت بہت سے انگریزی تعلیم یافتہ تھے۔ لیکن ان کے لئے تھے۔ ان کا کام اور ان کی تصانیف اس کی شاہد ہیں اور جو کہتے تھے وہ کہہ دیا تو کیا شک ہے تعلیم یافتہ موجود ہیں۔ لیکن ان میں سے کتنے ہیں جنہوں نے اس کا سطرین عریکہ پر پھر کیا نہیں کہ چاروں شاہدوں اور مصنفین کی طرف سے وہاں لکھا گیا انھیں تھے جو کہتے اور کہتے تھے اس پر عمل نہیں تھے۔ آدمی منکر بھی ہو اور آدمی پر ایسا شاعر ہو کہ۔ تاہم وہاں نے اپنا بیاد کے ساتھ کئی کئی بار ان کی عبادت کی دیا اور اگر یہ پھر لڑا ہیں۔ ایک گروہوں نے اپنے وطن پر پناہ پتی میں حصہ قائم کیا جواب حالاً مسلم دہلی اسکول کے نام سے موسوم ہے اور ایک ایک اور نئی فائبر کا قیام کی جہاں پناہ پتی میں سب سے بلند اور نفاذ مقام پر وہاں ہے اس میں کئی بڑے اکا اکا خاصہ طریقہ ہے جس کے بالذات دینے شدید پر ہے۔

جن لوگوں نے صرف ان کا کام کرنا چاہا ہے شاید وہ کہتے ہوں گے کہ وہاں ایک وقت وہاں کے امور دیکھتے ہوئے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ ان کا کام اور سے بہتر تھا اور ان کا بھی سے چھٹا تھا۔ مگر یہ وہاں کے لوگوں کے لئے ملازمت اور فرائض ہیں تھے۔ ضرور چاہئے کہ ہم محبت یا دوستی یا برائی کے فرائض اور شرف کی باتیں کرتے تھے۔ ان کے کام میں بھی کچھ نہیں خرافات اور اذیت فراموشی کی جھلک نظر آتی ہے۔ ان کی بڑی خواہش تھی کہ ان کے دہلیوں میں پیدا ہوا ہوں کے مائل ضرور مائیں سے لکھ جائیں اور اس میں کسی قسم کی شکرت کے لئے کہ وہ دینے والوں سے بہتر نہ ہوں اور ان مائیں کا اور ذکر نہیں کیا گیا تاہم وہ تو نے کام میں۔ یہ جھگڑا نہیں ہے کہ اس وقت تک کے کچھ سے حرکت پر کیا تھا کہ ان کا کئی چاہا ہے کہ خود کو ان کے اندر نہیں لیکن سلیسے سے حقیقت نہ کہنے اور کوئی عذر تو نہ مانتے نہ ہوتے ہیں۔

میرا نام حضرت حسین علی کا انتخاب ۱۳۱۱ء میں
سفرِ آخرت کو اپنے وطن پانا پتی میں ہوا۔

حالی کی خدمات اور اشاعت اس وقت میں حال کا جدید شاعری کے سب سے زیادہ سرگرم کاتب ہیں۔ جدید شاعری کے خیال اس کے اصول اور اس کی ضرورت کو عام اور اس میں مقبول بنانے کی بھی کوشش حال نے کی تھی اور اس نے جو کچھ حال خود قدیم داستانِ شاعری کے لئے دیکھے تھے ان کے لئے ہے کہ وہاں داستانِ شاعری کی ترقی میں ان کی نظر تھی۔ ان سے جو کچھ کہہ کر ان پر ملتا تھا قدیم شعرا میں غالب کے کام پر حال نے جو ترقی کی ہے وہ ہے حدِ بصیرت اور نو ہے۔ جو شاعری کے خاصا اور خاصہ اصولوں پر حال کی نظر نہایت گہری تھی۔ آزاد کے ساتھ حال نے بھی محسوس کیا کہ وہ شاعری کا عام سوار بہت سے بہت ترقی پانا تھا۔ اس واسطے کہ ساتھ ہی انھیں کسی اور نئی فکر سے بھی شدت کے ساتھ محسوس ہوئی تھی لیکن حال نے ان کی اس کوشش کو قدیم فنِ شاعری کی حفاظت کے لیے چاہا لیکن یہ خطا بھی ہے۔ اور وہ شاعری کی اس کی کوشش حال کی زندگی کا ایک

ایک جزو بن گیا ہے۔ حالی کا خیال کبھی کے زمانہ میں آئے کے ساتھ ہی ان کی حالی کا خیال بھی آتا ہے۔ جس پر وہی اور محسوس کے ساتھ حال نے قدیم شاعری کی بدولت کو توڑنے کی کوشش کی۔ اسے ابھر کر اسے حالی ہی ان کے لئے بڑی وسیع نظر پر ہوا ہوا ہے۔

جب ہم حالی کے ادبی کارناموں پر نظر کرتے ہیں تو ان کے مانتے آزاد کی بنا پر وہی حالی میں ہم کو چھوٹا نظر آئے گئے ہیں۔ حالی نے جدید فنِ شاعری کی شاعری کر کے ہی جو ترقی مت نہیں بلکہ جب تک نہ ہو کہ اپنی تحریر میں اور تقریر میں کے دو جدید شاعری کے اصول کی تکلیف کرتے ہیں۔ یہ ان کی اس حق میں کی بدولت ایک جزا خرافات اور جدید شاعری کا مانتی بن گیا۔ نہ صرف یہ بلکہ حال نے ہی سے بہت سے اس اصول کی نشاں شدت کا کام کرتے دے گئے ہیں۔ یہاں پر گئے۔ حالی کا وہ قلم جس میں انہوں نے شعر کو غالب کیا ہے۔ اور وہ شاعری میں ایک جدید فنِ شاعری ہے شعریت کے لحاظ سے بھی یہ قلم کوئی معمولی کار نہ ہو نہیں ہے۔ اس قلم میں حالی نے اپنا پیام نہایت خوش آگاہی سے سنایا ہے۔

اسے شعرِ غریب نہ ہو تو غم نہیں
پر تو یہ جنت ہے جو نہ ہوں گداز
صفت پر ہو غریب عالمِ انوار
ہاں ساتھ سے آئے ہیں نہ باز
جو ہے اس کا اگر تیرے جنت میں
تصنیف نہ کار ہے۔ جنتِ باز
وہ دن گئے کہ جنتِ حیاتِ شاعری
قبو پر اب اور تو کچھ نہ داری
اہلِ نظر کی آنکھ میں جنت ہے گریز
جسے بھی ان سے نہ کہہ سکتا
چپ چاپ اپنے گئے کہ کیا ہوا ہو
انہاں میں نہ کہم احتیاج
ہوتا ہے وہی ان کو دکھا جو ملک وہ
گرا پتا ہے خطر کی گھسروا
اسے شعرِ راہ راست ہے جو کہ چلنا
پھر وہاں کے نہ کچھ شیبہ و سوز
کہا ہے کہ گریز دنیا تو سے نکل
پھر وہاں کا ساتھ چھوٹے کے پناہ ہوا
ہوئے ہیں کہ کہ قندیل بھونکے ہو
اس کے خلاف ہو کہ اس کو گداز
جو قندیل میں چھپا ہے اسے منظم
حالی کا کچھ نہ تازہ ہے کہ اس پر تازہ
ماں کی حیات تو مرا ہے جنت کا
ہاں وہاں تو نہ ہے۔ حال نے ان کے خیال

کے بعد حال کی نظر اور شعور کی سرچش میں بدولت آئے ہیں۔ جڑے جہاں خواجہ واد میں سے انھیں خاص سلیس تا فرقا۔ یہ زندگی حال کے کہنے تھے انھیں بھی شعور سے تھوڑی بہت لگاؤ تھا کئی لکھیں تھیں۔ یہاں پر جہاں ان میں سے چند دلیان حال کے ان کے خیال میں حالی کا وہاں میں سے جہاں تھا اس کا حال کے اس نقطے سے جہاں ہے جہاں کے خیال پر لکھا ہے اس کے چند خطوط نظر ہیں۔

حالی کی کو محسوس ہے حال کی حقیقت
شکوہ کہ جگہ سے زندہ کہ کہنے
آئے ہیں سدا جانے میں ہے حال کی جنت
سودا کے آگے ہے جو کچھ کہنے
پر حال کی جس شخص کا نام تو سنا ہے
فرمانے کا سنا ہے کہ ہے اس کے کہنے
ہیں حال نے غزل کیوں جانی کہان
سکھ رہا ہے کہنے میں دیا ہے کہانی
خلقت نے بھی اس کو چھوڑا ہے کہ
دعا آئے کھول دے نہ جانا کہان
جیتا ہوا جانا اس جہاں کے لیے
نہت نہیں جیتے کے سبب کہ کہان

تمام فرما جائے جس کا نصرت اور تفریق میں صرف کی مستعمل ہو
 کا نہایت اور نام کو ملے پہلے سے اس وقت تک کہ جب کوئی شخص اس
 کا دوسرے دھار اور غور اسلام کے ساتھ اس کا نام دار اور سرگودیا
 میں باقی نہ تھا۔ اس طرح کے چند میت اس طرح پر عمل کرنا مناسب
 معلوم ہو رہا ہے۔

آسمان اور زمین اور درختوں پر بار بار زمیں
 پر زوال تک مستعمل امیر مومنین

(آسمان کا فرض ہے کہ مستعمل کی تباہی میں زمین پر نون پر جائے)

۱۔ اے اللہ تو حقیت کی ہر ایک سرزخانی

سر پر آؤ وہی قیامت درجانی خلق میں

۲۔ اے کوئی اللہ جبرائیل علیہ السلام کی کیا امت ہی کے دوزخ کے بہترین

لایں کے تو میرا اپنے سے کہ میں بہترین کی قیامت میں لایں دیکھ لیجئے

تاریکین حرم را خون نکلن ناز میں

آستان بگوشہ دہان غنیمت لایں

۳۔ اعلیٰ کے تاج پر دروں کے خلق کا خون نکلے جس سے یہ گیا اور جاوے

دل کا خون آئین سے چمک گیا

۴۔ چرخ پر مینا مارے بے ہوشی کی ہے کہ مستعمل ہوا جیسے ہوا کی اور

تاشدہ غنیمت کو ملے کھٹا چرخ کی شان سے نہایت جید تھا اگرچہ اس بات

۵۔ انکار نہیں ہو سکتا کہ مستعمل ہوا میں دارانی کیوں اس وقت ہوا داخل نہ تھا

نگہ اور دھڑلے اس کے دھار کا کھل کر دیا کھلت اور بے پروائی کی

۶۔ نوبت یہاں تک پہنچی تھی کہ ایک بار اس کے بیٹے اور میرے نے اہل مستمل کی حالت

اور طرف داروں میں کھڑے تھے کہ ان کی نہایت سخت نظم اور تفتیش کی جس

کے بیان کرتے تھے وہ دھڑلے کھڑے ہوتے ہیں گھر اس کا ان کی غنیمت نے اس

۷۔ کچھ کھانک دیا لیکن اس سے پہلے کہ نہ کھٹے پر کچھ اور اس میں ہیں ہو سکتا

مستعمل ہوا کو ایک ہی ناواقف اور ناواقف کو گھر میں رہنا چاہئے کہ اس

کے بگڑنے سے نہ صرف جس کی حکومت دنیا سے اٹھ گئی بلکہ مشرق سے

مغرب تک جہاں جہاں عرب کے قدم پہنچے تھے وہاں ان کی سرزنش آتی اور

چند روز میں ان کا اقتدار مستور ہوتا ہے یہ کہ گم ہو گیا ہے جس شخص کے گدے

۸۔ میں عرب کے خون کا ایک قطرہ جو میرا تھا یا جس کے دل میں ایک ذرہ

براہی اسلام کی حیرت تھی اس کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہو سکتی

۹۔ مگر کوئی اور دلیل اور طریقہ علم کے نام کا خون کا کاری و دشمنوں کے ہاتھ

۱۰۔ سے آپ ہمارا کی طرف ہایا گیا ہے جس حالت کی بنیاد غلطی نے دارشہین

کے ہر منہ و ہنوں نے ڈالی تھی وہ چشم زدن میں ایک خاک کا قطرہ ہو گیا تھا

نے حقیقت میں مستعمل ہوا کو مر رہی نہیں تھا بلکہ اسلام کو مر رہی تھی اور

اگر اس طرح پر عمل کیا نہایت ضرر ہو جاتا تھا کہ اس کا یہاں مشرق کھینچا جاتا

مستعمل کمال پر یہ ضرر ہوا تھا کہ آج ہے ۔

ہمارے چہرہ بہت دھڑلے ہم کو اہل دعا
 کہ اپنے منہ سے مہر دھار کا نام نہ

شیخ احمدی نے جو شان میں ایک حکایت لکھی ہے۔ یہ حکایت
 ان کے سفر خندہ تان کے بارے میں ہے۔ شیخ احمدی نے دیکھا
 میں بہت سطر لکھے۔ ان کی مسافروں کے خطبے میں وہ چند تان میں آئے۔
 لکھتے ہیں ۔

مجب میں سونات بچا اور چندوں آدمیوں کو دیکھا ایک ایک
 بت کی پریشانی کے لئے دودھ سے دھوا آئے ہیں اور اس سے
 مر اس میں لکھتے ہیں تو بھوکہ جب ہوا کہ جانور ایک بے جان ہونے کی
 خطبہ پر مشتمل کرتے ہیں اس بات کی تحقیق کے لئے میں نے ایک ہرین
 سے نہایت کہ ایک دھار اس سے پہلے کہ وہ ایک اس سے جس صورت
 پر کیوں اس قدر فریفتہ ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ کہ سخت
 فرمت اور عقارت کی۔

ہرین نے منہ کے کنارے لہو کو فر کر دی۔ سب نے بھوکہ کی
 کر لیا۔ میں نے مسخ اس کے سر گرد سے کہا کہ میں نے کوئی بات
 جو احتیاج سے نہیں کی۔ میں خود اس صورت پر فریفتہ ہوں لیکن ہر
 نور ہوں اور اسرا دیا ہے نہایت نہیں ہو اس لئے اس کی
 حقیقت دریافت کرنا چاہوں تاکہ مجھ پر ہر ایک کی ہر ہر ہوں۔
 اس نے یہ بات فیکہ کی اور کیا کوئی بات منہ میں دھار کر اس
 حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ میں رات بھر وہاں رہا۔ میں نے قریب
 تمام ہنوں کے سر و صورت وہاں میں ہی گئے اور اس صورت نے چنا
 ہاتھ اٹھا کر جیسے کوئی دعا مانگا ہے۔ یہ دیکھتے ہی سب نے یہ بھوکہ
 لگے۔ جب یہ لوگ بھگتے تو ہرین نے جس کی حرکت کیوں نہ ہو
 کوئی ایک ہاں نہیں رہا۔ میں ہاں رہی سے دوسرے دن اور چاندنی
 پر سرخندہ اور حال کا ہر ایک سب پر ہنوں نے جیسے ہر ہاں کی اور میرا
 ہاتھ لگا کر اس صورت کے ساتھ لگے۔ میں نے صورت کے ہاتھ پر
 دیا اور ہاتھ پر ہنوں کے لئے ہرین ہی گیا؟
 قیامت بگڑنے کے دیکھتے ہیں سے ایک وقت اس خطبہ پر۔

"اے میں نے وقت نہیں آیا کہ کوئی شخص کی بائیں لائی غنیمت پر لپکتے
 سے کھلی جاتے۔ اس کی کوئی دوسرے کے ساتھ کر رہی ہیں کسی کو کھانا یا نہیں
 اس کے حال نہایت کے ساتھ اس کی سفر میں میں نے ہر ایک کا نہیں۔
 چنانچہ اس خیال سے ہم نے ہر ایک مسخوں کا حال اس سے چل
 کھا ہے۔ اس میں یہاں تک کہ ہم کو معلوم ہو گئیں کہ ان کو ان کے
 کام کی طرح نہ ہو رہی ہیں۔ ان کے پھولوں کو کہیں نہیں دیکھتے
 وہی ہیں اور ان میں بائیں لائی چاندی سے لے کر کھیت کے لہجہ
 وقت نہیں لکھتے۔ نہیں نے اس کو کچھ اور کچھ اور کچھ اور کچھ
 میں لکھی لائی لائی لائی لکھی۔ یہ ایک کھیت کے دوسرے کھیت لکھی
 سے وقت ہوا ہے۔ میں کو سب نے جہاں کی لکھی لکھی لکھی
 یا مائی سے سرکار نہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ میں نے لکھی لکھی
 آگے میری لکھی لکھی لکھی۔ اس کو اور کچھ نہیں لکھی۔ لیکن ہم
 اس کا سب میں اس شخص کو کھانا لکھتے ہیں۔ میں نے ہاں میں ہاں پر

—Eugene O'Neill

سنا ہے کہ ان کے گھر پر ایک انعام بھی لکھا گیا ہے۔

[illegible]

سب سے پہلے اس معاملہ پر تو میری دلجوئی اور اذکار کی نذر تھی۔ میں نے مشیر احمد سے
کی تحریک سے جہاں غریب و محنت پر ہیں، وہ سدا ایک حالی پر نہیں دیتا، وہ عورت
کی جہاں نہیں چلتا، وہ ان کی طرح نہ۔ وہ کہتا ہے کہ وہ اس کے چکر کی طرح
جو چاکر کی طرح ہے، وہ ان کی طرح نہ۔ وہ کہتا ہے کہ وہ اس کے چکر کی طرح
نہ۔ وہ کہتا ہے کہ وہ اس کے چکر کی طرح نہ۔ وہ کہتا ہے کہ وہ اس کے چکر کی طرح نہ۔

— ہمارے ایک جیسے اور جنہوں نے اس کے لیے جو پیسے ان کے پاس کیے تھے ان کو
 کو لگایا، لیکن ہمارے ایک اور شخص کے پاس اس کے ساتھ جو پیسے تھے وہ بھرتے ہی گئے
 رہے پھر اس نے اس کے ساتھ پھر گئے مگر وہیں اس کے پاس کیا اور جا لے گئے
 جا لے گئے کہ یہاں کہ اس کے پاس کی طرح ہمارے اور اس کے پاس کی طرح
 اور وہ بد نصیب ہیں جنہوں نے اس کے لیے جو پیسے تھے وہ بھرتے ہی گئے
 سے ناک چھوڑا تو اس کے پاس کی طرح ہمارے اور اس کے پاس کی طرح
 اور اس کے لیے گئے جنہوں نے اس کے پاس کی طرح ہمارے اور اس کے پاس کی طرح
 سے پیدا ہوئے ہمارے ایک اور شخص کے پاس اس کے ساتھ جو پیسے تھے وہ بھرتے ہی گئے
 کے پاس کی طرح ہمارے اور اس کے پاس کی طرح ہمارے اور اس کے پاس کی طرح
 چاہتے ہیں کہ اس کے پاس کی طرح ہمارے اور اس کے پاس کی طرح
 نہیں رہے کہ یہاں اس کے پاس کی طرح ہمارے اور اس کے پاس کی طرح
 ایک شخص کے پاس اس کے پاس کی طرح ہمارے اور اس کے پاس کی طرح
 کے ایک شخص کے پاس اس کے پاس کی طرح ہمارے اور اس کے پاس کی طرح

شیخ اکبر لڑتا ہے جس کی اپنی ذات میں کسی کا جہیت سے پیدا کر کے جس ملک کو
چاہیے فوراً قبول کر لے۔ یہ امر سلف طریقہ کا اور ان کی انتظام سے خالی
نہیں، رہتا، اور ان کا مقابلہ سلطان سے نہیں ہو سکتا پس سلطان ہر ایسی
جہیت پر غور فرمے جس کی ضرورت ہو سکے اور یہاں جہت کے تار اور ان کو
کوئی انتظام اس کو سخت نقصان نہ پہنچائے ۴

[illegible]

یہ کہ خیانتِ احموس سے کہہ دے تو راجہ کو برا اور احموس کو بد کہا
کہ کہے اور بد نہ کہے سے بلکہ کہو جو رنج و غم ہے۔ گویا آپ شخصِ لود
استیسا و عجز و سستی یا جس کو میں شکاپ سے امید کرتا تھا اور شاید یہی کرتے
لاحق میں دیکھتا تھا۔ مگر یہی نے اردو انشا کا کچھ بڑے مطلب کا بڑا خاکا
میں نے ایک طرح کا خاکا جس میں بڑا بڑا خاکا میں نے ایک طرح کا خاکا
مطلب کا کیا تھا اور میں نے اپنی قیور کو جس طرح پر غصت سے جھانکا
کوئی کی اجازت دے اور اس کو جس میں اس کا اس سے زیادہ کوئی
نہیں پورا میں نے یہ کیا کہ وہ ان کا کافی خاکا کوئی سراسر دیا میں اس کے
شکایت کے کا غصت سے نہیں بلکہ۔

[illegible][illegible][illegible]

سہاگ ہے۔ لیکن فی الحقیقت شاعری کا سہید نہیں بمثل خیالات ہی، بلکہ ہر اے جہاں سب غایت کلمہ کہ ان کی آنکھوں سے غفلت تھا
 سے دیکھ اسے اپنی قدامت پر انکسین کھول کر
 سہریل میں گر آن سے لایے میں بھی گشتن ہے

انسان میں جیسا کہ گہرے پرکھنے پر ہرگز یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ کسی چیز کو عدم
صفت سے دور کر دے۔ اس کا خلاف اس لیے ہے کہ وہ جو حالت میں ہے وہ
چیزوں کو قریب دے گا اس میں ایک خاص صورت پیدا کرے۔ پس ہماری
سورہ حالت تیار کرنے میں ایسا ہی عمل کرے گا یا جو چیز کی حالت بنانے
میں کوئی اور اور ہے کہ کائنات پر اس کی طرف سے کہ شارع میں کسی مقرر
کو ترتیب دینے میں کسی ایسے معالج کا استعمال جو خواہش اور عملی اثر اور
ہو کہ کہ طرح نفس اور عقلی وجود پر جسے معالج کا ایک ایسا ہیچ دنیا کے حالت
پر مقرر ہوا ہے انھوں نے کے حالت میں ہے۔ یہی خواہش انسان کے ہر
کے لئے ہوں یا ان میں آسمان چاند سورج یا پڑا اور دنیا میں ایک شاخہ چیزوں سے
یا پھر، کوئی اور جیسے جیسے ہے حقیقت چیزوں سے۔ پس شارع نے خواہش
کو عمل میں آیا، کہ کہ کہ پڑا اور شرک کیا، عنصر نفس اور انھیں بالائی پر کھینچ
یا پھر۔ اس کا مثال اس معالج کی ہوگی جو حالت بنانے کے لئے ایسا اور
ان کی خواہش نہیں تھا کہ ایسے معالج کا ضرورت سمجھتا ہے جس سے حالت
تیار نہیں ہو سکتی۔

تو رسمِ مذکورہ کا جو حصہ ہے حلالہ کا یہ وہ کہ تو میری بھانجی کی امت
 اطراف میں جب سے شام میں کالے کھنوں میں لگا کر چلے اور کھانا کی کھیت میں
 بیٹھا اور وہ میں پر سنگ پڑنے کے بعد آسمان سے ٹھنڈا ہوا کا اٹلا کر اچھڑا
 دیا۔ زمانہ کے حالات اور کچھ کو بھیجتی تھی، نفس پر طاری ہو رہی تھی اور ان حالات
 کے پیشے سے دل پر چڑھتی تھی، میں ان کو دیکھ کر کھانا پنے صلیبی کے سامنے شکر
 بکاس میں پڑتا رہے۔ بعض خیالات کا سبب غمزدگی، دلت، اقوال، مسکن، بھلائی
 صحت سے اٹھنے کے تھے۔ کچھ میں ان کو پانے حال پر پہنچے دیا اور کچھ میں ان کی طرف
 سے کچھ اٹھانے کے اس کو ایک خاص صورت میں جلوہ گر کیا، بعض تعلیمات و
 سیاست میں اٹھانے کے مضامین کو ان میں سے ان کے لئے جو شرائط ہیں، کچھ مطالبہ
 دیا کہ کچھ تھے، یہاں گنہگاروں کی دوسری دشت کو ان کے مطالبات کے آگے بڑھتا
 کہ ایک ہوا گئے۔ وہاں دیکھ رہا تھا کہ جب خود کو بلی کی صورت میں اٹھانے کے خلاف
 زیادہ سے زیادہ سوچنے والے پر اٹھانے کے لئے، خاص کے لئے اور باطن اس لئے کہ وہ
 قدرت مقصود تھی۔ کچھ اس لئے کہ ان کے خلاف کو یہ ان کے لئے کہ اس سے حاجت
 کوئی عزیزان نہ تھکے کیا ہو کہ اعتباراً اپنے کچھ سے بہرہ منڈیاں ہو کر رہے۔ کیا
 اپنے کچھ سے نہیں بہرہ منڈیاں اور بہرہ منڈیاں کے کچھ ان کی حاجت کے ساتھ
 زیادہ سے زیادہ دھنوں ہوتے ہیں اگر کچھ ہم کو زیادہ سے زیادہ صحت میں، کوئی
 قصور ہو کہ ہے۔ خود بہرہ منڈیاں کے لئے ان کے لئے کہ ان کے لئے ہے۔

اسی طرح دیارِ عرب و خود ہند کا گرج پر خیر و عشرت کی کیم کو پیش پا جانے لگا۔ گرج اس کو علم و زہد و شجاعت کی طرف متوجہ کیا جو اس کے لئے لازماً وہ حب الوطنہ کا عالمِ وحدت میں غرق ہو گیا ہے۔ اور یہی شاعر کی

[illegible][illegible][illegible]

پس اگر خدا سے میں غرض کیا جا چاہے کہ جسے شک ظن ہوا میں جیسا کہ
ابھی بیان ہو چکا وہ بہت کم فرق ہوا ہے۔ مگر غفلت میں ہوا میں غرض کیا
کے تین ایک دوسرا عام نظر آئے گا۔ کہ جسے کہیں گے کہ غرض کیا نہیں ہے کہ جسے
نہیں بدلتے گئے ہیں۔ اور اگر یہ کہ جسے کہیں گے کہ غرض کیا ہے۔

نئے خیالات سے اور نئے خیالات پر گزرتا رہتا ہے، جو محسوس کے ذہن میں نہ
گزرے، بھلا یہ اس کے ذہن کی ان جسمانی ساختوں کے بلکہ نئے خیالات پر
ہو جو اس کا ناقص الحکام ہیں، ہمیشہ گزرتے ہیں اور ذرا ت کے ذہنی فکر
میں جس حد پر وہ کوئی ایسا بالکل اور مستقل ہے، ان کو تقریباً کچھ لکھ لیا
گیا اور ان کی طرف سے یہ کہ شکایتیں لگیں اور پانچ شاعری کے ان کے سامنے

[illegible]

توسعه و عمران

میرا چہرہ "یادگارِ ہفتاب"۔
خود اعلانِ صبیحِ عالی نے غالب کی سیرتِ ان کی زندگی کے سماجی اور ادبی و ادبی
شاعری پر کھینچے ہوئے شکوہ والا دیباچہ میں طعنے و تنقید کے لئے اسے اہم حوالہ دیا ہے۔
"خداوندِ عالی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ حالی کی نظر طعنے و تنقید پر پڑی ہوگی، وہ اپنے
حق و باطل کا بے جا غرور میں غفلت کے عرصہ سے اس حال سے بے خبر ہے کہ کیا میں
کو یہ یاد دلا سکوں جو ہم اور تنقید کا ایک لڑکچہ کھیل رہے ہیں، عالی کھینچ رہا ہے۔"

[illegible][illegible][illegible]

جو تفسیر صوفیہ، جمہوری، علمی
شعری، نسبتی یا خیالی تھا

عسربانیوں
شعرا کی قید

شعرا کی قید تمام دنیا میں ہوش سے ہرگز آنے پہ نظر آتی ہے۔ ہوش ان کی قید کا ہے۔ اور انہوں نے ان کی قید کو جلائے میں عرب میں شاعر قرقم کی آبرو سمجھا جاتا تھا۔

قداد و تیلوں کے رنگ اس قید کو آکر ہار گیا۔ دیتے تھے اور سب دل کو خوشیاں کہتے تھے۔ قید کی عورتیں اپنے بہاد کے لیے وہاں پہن کر آنے تھیں اور قزاق اسٹار جاتی تھیں کہ ہم میں ایسا شخص پیدا ہو گا جو تمام قید کی ناک دیکھے۔ ان کے قسب اور زبان کی مخالفت کرنے والا اور وہاں کے کار ہائے نمایاں انکو ملنا عقاب تک پہنچنے والا ہے۔ شعرا کی ناک بڑھائی یہاں تک کی جاتی تھی کہ قزاق کی محال سوال کر دینا قزاقی میں مرا سستا اس کو روکنا کیا جاتا تھا۔ ایک بار وشنی بہت سالہ اس صاحب نے جلائے میں حاضر میں ہو کر گرا اور وشنیوں کے غلوں سے شہناہ میں منتظر بن گیا۔ غلوں کے ہاں غلوں گئے۔ اور شہناہ چا گیا۔ اس سے پھر قزاقی کر گیا۔ وشنی نے کہا۔ تو نے مجھے جتن داسی سے نہاد وہی دھتورے کر دیں۔ وشنی نے کہا۔ اور صحت سے وہ وہاں پہنچا۔ وشنی نے کہا۔ وشنی زبان سے نارا میں ہو کر حاضر میں وشنی کے ہاں چلا گیا۔ اس نے دلوں باتوں کی اور وشنی وشنی نے کہا۔ موت سے کہیں کہ نہ دہی وہی میری زندگی مجھے موت آجائے گی تو تیرا خون چا شیرے دلوں کو کو کھج دلوں گا۔ وشنی بہت خوش رہا۔ اور اس کی مداح میں قصیدہ کہنا شروع کر دیا۔

شخصی حکومت میں شاعر کی آزادی
سے اس کو نقصان پہنچتا ہے

میں جیسے کہ مبارک فیضیت خود ام
 دانی ہے بالی برگز - قاضی ہے جادو تر
 سوسے دیو دیو پر چھا غنیمت شوم
 چھو فیضی ز جادو گر پادشاہ خیز

اسکا آقا دارا اور دوست گوئی آلتیو ہے ہمارا مصلحت کے خلاف کسی
 سے اختیار کیا گیا کیونکہ اس کے کام سے اسکا ہر جہت پر ہوا کسی اختیاری و نتیجہ
 ہر مسئلہ کا اپنی صورت نظر اور مشیت کی مشورہ جس کا مصلحتیہ بیت کے مصلحتیہ
 قرار ہوا تھا، اس کی جرح میں سے اس کی طرف دیکھی گئی ہے اس کے کہ خواہ توئی مصلحت
 میں کسی کو اس نے اپنے کام کے مصلحتیہ ہے۔ شاید یہ چاہے کہ اس کا کیا ہوا بل پر
 اس کے شاہ آج سے تمام دیکھنے والی کو سفر کیا۔ اور جی سے اپنے مشورہ
 رہتا اس کی نصیحت کا وہاں گئے۔ اور اس کا جواب اس کے کہ زقا اس کا کہ
 سزا کی نصیحت کا وہاں اس کی نصیحت پر غلبہ نہیں آیا۔

صد اسلام کی شاعری صد اسلام کی شاعری
کیسے حال تھا خوشامدوں کے ہونے پر خوشامدوں کے ہونے پر
موتے تھے ان کی گردن اور حاکم کے تخت پر تھے

[illegible][illegible]

متوسط اور فیضیہ دانش اسلامی
شاہسری کا کیا حال ہو گیا

شاہری کے لئے کیا
شرعیس ضروری ہیں

(۱) تفصیل: ادا ہے۔ قوتِ عکس و انکس ہے جس کو اگر کسی نے دیکھا ہو تو وہ

[illegible]

مفت ست میاں شیب من
کھت لڑک ست کوک من

تقریب کی تقریریں

تذکرہ برقرار رہا یا شاید اس کے تخریب سے ڈھن میں چلنے سے پیدا ہوگا ہے اس

فرض کیا کہ ان ذات میں جیسا کہ اوپر بیان کیا جا رہا ہے
 ہر قسم کے مخلوق پر غور کرو جس میں ایک واحد جو اپنے مخلوق پر
 سب سے بڑا اور دور کسی چیز میں حیرت انگیزت کے ساتھ
 ذات اور انفرادیت قدرت ۔

اب غیور کا سبب لگا جان بھلا اور مزید ہے کہ اس کی جہاں میں ملک میں انسانی
پرکھنا اور ہیبت پر غلبہ نہ ہو نہ بنا پاپے پر گرجے اور نہ غلبہ ہیبت پر
نہ زیادہ بھلا کہے اور نہ دولت کیلئے کہ قابو ہے بلکہ اس کی دولت لوگ کرنے
دانی ہے اس پر جو مانے تو اس کی دولت شمار کے حق میں قیامت طاری

ہے۔ قوت خفینہ جیٹ ٹھکانے اور پڑنے پھینک کے طرف اٹار رہی ہے۔ گرتی گرتی اس کا کپڑا اڑا کر اٹھ کر گرتا ہے۔ اس کی ٹھکانے کی سزا م ہوتی ہے۔ اور اس کی ایک قدم ہے کہ عدا نہیں چلتے۔ دلی۔ قوت خفینہ کسی ہی طرح اور چندی عدا پر جب تک کہ قوت خفینہ کی حکوم ہے شاعر کا کہ اس کے کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ اور جس قدر اس کی پڑاؤ لڑے گی۔ اس قدر شاعر کی اصلاح اور کچھ بچے کی دنیا میں خفینہ کے لئے شاعر ہونے کے لئے اس کی قوت خفینہ کی پڑاؤ لڑنے کی اصلاح کی حکومت کا دل سے ساتھ ساتھ پڑاؤ لڑاتی ہیں۔ ان کا کچھ نہ خفینہ میں ہے۔ اصلاح کر کے پانا ہے نہ اصلاح کی کی دلی۔ اگر دوسری صورت میں جب کہ خفینہ قوت خفینہ پر غالب آجائے۔ شاعر کے لئے اس کی پڑاؤ لڑنے کی اصلاح ہے۔ جب سے اس کے لئے خفینہ پر پڑاؤ لگتا ہے۔ اس کے من میں یہ کام نہ ہو۔ پڑاؤ لڑنے پر پڑاؤ شاعر کی اس قوت کی آسانی اور دل سے اصلاح کے لئے کر دیا ہے۔ اور پڑاؤ لڑاؤ ہو کر پڑاؤ لڑاؤ ہے۔ آئے ہیں۔ اور اس وقت تک نہیں آئے۔ جب تک کہ قوت خفینہ کو اس پر کام نہیں کیا۔ قوت خفینہ کی دل سے اور خفینہ کی اصلاح کے لئے اس وقت پہنچتا ہے جب کہ شاعر کے ذہن میں اس کی قوت خفینہ کی اصلاح کے لئے اصلاح کا خفینہ میں نہ خفینہ کے لئے اصلاح۔ جس طرح اس کی اصلاح کی اصلاح میں اصلاح ہے۔

مظاہر نہیں، یا تا جو رسا آجاس جس سے پتا چلتا ہے جبر کا حکم کو تو اب نہ رہتا
 کہ اکثر جگہ ہر جگہ اس طرح جبر کا حکم کو تو اب نہ رہتا
 اور میرا خدا ہی تھا کہ اس سے نجات اور اس کی ہی حقیقت کا نام رکھنا
 میں نے ہرگز اس کو نہ رکھا کہ اس سے نجات ہے اور اس کی ہی حقیقت کا نام رکھنا
 میں نے ہرگز اس کو نہ رکھا کہ اس کی حقیقت ہے اور اس کی ہی حقیقت کا نام رکھنا
 میں نے ہرگز اس کو نہ رکھا کہ اس کی حقیقت ہے اور اس کی ہی حقیقت کا نام رکھنا

یہاں قدرت حق کا کاش و کچھ ہے، جہاں جانت جانت کے اصل پھیل اور پھولنے والے کے فدا کا آئینہ ہے، اور وہی اس کی نسبت کی جاتی ہے۔
جاتا قدرت کو ہے ہر ایک کیل تو
نہیں قدرت کے ہے کچھ دکھائی گیا
یہاں گدھان کا عیسوں کا یہاں ہر جان کے بغیر شہر کا
کے دور کو نہیں پہنچتا، یہاں ہر شخص میری جان کی طرف سے جو
دعا کرتا ہے، وہی میری دعا ہے، وہی میری دعا ہے، وہی میری دعا ہے۔

یہاں تک کہ ان غاصبوں کا بیان ہوا جن کے بغیر شاہی سرکار کے وجود پر کوئی جتنی ذرا بھی غور کیا جائے، وہ بالکل ناقص نظر آئے گا۔

شیخ صاحب دہلی دکنہ درو یار خیم
چند اہل آخر کرمیت کلمہ رکھتے تو
نیز شیخ ابو یوسف کی قبر میں بھی کچھ ہیں۔
ہر شیخ و مہتمم کو غنیمت جگہ ہو جائے ملک
تو جو دگر گوشتی جہاد و جہت وادائے

دو مختلف اور گلیاں ملک دیو دیو میں
گوش جان تو پندار میں اور گفت خدا سے

کے کہ گزراں لڑا آریں پتھر بڑا
دوم کہ آندہ بچا راہن بخت لڑتے

پیشہ منق مر میں خلق بادشاہ خاند
کہ ساج بر سر ایوان گفت بچہ جانے

چو گونج کے ان دونوں لہروں کا حال معلوم ہے کہ وہ اور اوصاف خلوت
کے ساتھ کسی دیکھی قدر مستحق تھے اس لئے شیخ کے ان دوسرا اوصاف کو
اصولیت پر مبنی سمجھا جائے گا لیکن اگر یہ اوصاف کسی ایسے لہروں کے
حق میں بیان کئے جائیں جو بالکل ان سے متحرک ہو گیا کہ ہمارے شعر کے
تقدار میں ملو آدھا جا کر پڑ جائے گا کہ خط اصابت پر مبتلا نہیں۔
ان پانچ صورتوں کے سوا اور کئی صورت ایسی نہیں تھیں جن سے شعر
کو کچھ نہیں چل کر کسی طرح اصابت پر مبتلا قرار دیا جائے اور ایسے کلام کا بار
شاعری میں کچھ نہیں ہے اور نہ متاخرین کے بلکہ متقدمین کے کلام
میں بھی ایسی مثالیں دیکھ کر غور ہو جائے یہاں حرفت فنون کے علم پر ایک
دو مثالیں لکھ جاتی ہیں۔

۱) انگریز کا پیشہ پڑا دوج دیکر ایک تہایت مسکری و سنجیدہ شاعر ہے
شہزادہ امراء کا مدح میں کہتا ہے۔

توئی کہ بیورہ و تاجدار جہاں از دست

سخن در دست بختیتم ہرچہ بار بار باد

۲) انگریز کا حکم جو اسحق کے عقوڈ کے کہ شریف جی کہتا ہے۔

اں سلیکر کہ چوں گرم مسائل سناوی

اذا ازل سوئے بدو اذ اذ آید بہ ازل

تقدیر کش دم و رفت جگہ از پیشانی

شہنم آسایش شہید اگر دست بہ سخن

جوش سے کہلا کر ہے جوش سے یہ مراد ہے کہ حضور انجیل سے نہ ستر
۱) خدا اور شریف جی کے بیان کیا جائے جس سے
معلوم ہو کہ شرف نے اپنے ارادہ سے حضور انجیل سے خدا کا جو حضور نے
شاعر کو جو دیکر کے اپنے عقیدہ اس سے بلند کیا ہے۔

۲) یہاں جوش شاعر کے ہر قسم کے بیان میں عام اس سے کہ وہ خوشی حالت
بیان کرے یا دوسرے کہ اور خوشی کا بیان کرے یا غم کا اور تعریف کرے
یا غصہ یا تہذیب کرے اور صحت مزاج کی صفات مناجات میں جو
شاعر کے ہر بیان میں بیان کئے جا سکتے ہیں یا پادشاہی کے شاعر کے ذات
میں ہر قسم سے متعلق ہونے اور شرف کی خوشی یا غم میں شریک ہونے اور ہر

ایک کے جذبات سے شایع ہو جائے گا ایک خداوند کہ جتا ہے وہ ہے
زبان بگر ہے جان چرخوں کی حالت ان کی زبان حال سے ایسی بیان کر سکتا ہے
کہ اگر ان میں کوئی فرق تو وہ بھی اپنی حالت اس سے زیادہ بیان کر سکتے
تھا کہ ان کی خوشی ان کی بارگاہ کعبہ کھنڈوں کی زبان حال سے جو خدا کی
میں اس لئے کہ ان کے دیکھے ان کی تباہی و بربادی کو اس طرح بیان کرنا ہے۔

ما بارگہ ملازم۔ ایں ملت ستم برما

بر سر شکاراں آیا ہے رود خفا کا

لیکن ہم جو کسی خوشی میں کے مدح اور اوصاف کی بارگاہ تھے جب گردش
روزگار کے ہیں اس حال کو چھوڑ دیا تو قافلوں کے مولوی کی تربت گزرتی رہی۔
نہ خدا اس غفلت سے جو زور دے دے مسودہ کا کہ ان کے سے کوئی
اس میں بیان کرنا ہے۔

۱) شاعر شکر خورین دوسرا عرب و اجماع سے سید مست کا
کہ ملک جہم را کنند آرزو تھو پر تو اسے چرچا کر دیا تھو
'نہ خدا سے' اس کو تو پر یہاں اس کے بیان سے ظاہر ہے بلکہ ان میں
کا سامنے ہیں ایسے اور اس کے صف اور جوش کی نقل کرنا اہل کو لکھنا ہے
جوش سے یہ مراد نہیں ہے کہ حضور خود خود انوار نہایت خود دل اور جوش
شکوہ میں آکر آیا جائے۔ لیکن یہ کہ اس کا نظم نام و نام آور ہے ہوں۔ لیکن
میں قیامت دوسرا جوش چھپا ہوا ہے۔

سحر بر خاندان ہے میں۔

شہید ام سنے خوش کہیں کھانا گنت

نورانی یادہ آہ میگرد کہ جوش گفت

میر تقی کہتا ہے۔

ہمارے آگے قراب کسی نے نام بسا

دل ستم زندہ کہ میں نے تمام غلام بسا

۲) گرا ہے ایسے خدا میں دیکر اور جوش کو نام کہتے ہیں جو جوش پوری
سے تیر تیر کا کام میں جاتے ہیں اور اس جوش کا پورا پورا اظہار کرنا خدا کا
کلام ہے جو صاحب بقول ہیں اور میں پر ہے اہل شہزادہ اس اور دالے
آنا اور نہیں کرتے جتا کہ بر غلام اس کا ایک خشتہ اس میں پورے

۱) میر تقی کی شاعری میں
۲) میر تقی کی شاعری میں
۳) میر تقی کی شاعری میں
۴) میر تقی کی شاعری میں
۵) میر تقی کی شاعری میں
۶) میر تقی کی شاعری میں
۷) میر تقی کی شاعری میں
۸) میر تقی کی شاعری میں
۹) میر تقی کی شاعری میں
۱۰) میر تقی کی شاعری میں

۱) گویا میر تقی کی شاعرانہ روش میں ماہ ہے ایک شاعر کے ہر بیان میں
۲) میر تقی کی شاعری میں شاعر نے جو جوش معلوم ہوتا ہے یہ میر تقی کی
۳) میر تقی کی شاعرانہ بیان میں ایک ایسا ہے کہ میر تقی کی شاعرانہ
۴) میر تقی کی شاعرانہ بیان میں ایک ایسا ہے کہ میر تقی کی شاعرانہ
۵) میر تقی کی شاعرانہ بیان میں ایک ایسا ہے کہ میر تقی کی شاعرانہ
۶) میر تقی کی شاعرانہ بیان میں ایک ایسا ہے کہ میر تقی کی شاعرانہ
۷) میر تقی کی شاعرانہ بیان میں ایک ایسا ہے کہ میر تقی کی شاعرانہ
۸) میر تقی کی شاعرانہ بیان میں ایک ایسا ہے کہ میر تقی کی شاعرانہ
۹) میر تقی کی شاعرانہ بیان میں ایک ایسا ہے کہ میر تقی کی شاعرانہ
۱۰) میر تقی کی شاعرانہ بیان میں ایک ایسا ہے کہ میر تقی کی شاعرانہ

مادی کا ایک حلقہ چمڑا دیا جاتے۔ اور اس بکر ان کو حسن اور اجمالی انداز میں تصور کیا جاتے کہ اور اس میں وہاں حوصلہ پختہ اور صنعت کا اثر تھا اور دوسرا لکڑی میں آناسیہاں میں وہ انوار و افراط کی ایک نہیں نہایت جلیب کے ساتھ تیار ہوتے پر فلکس ڈالے ہوئے اپنے بچے کی مدد سے پتہ چلے جاتے ہیں اور اس کا خاص لحاظ رکھتے ہیں کہ کوئی بات اپنی کم عمری نہ ہونے پائے۔ اور زبان و بیان میں کہیں اپنی اہل خصوصیات نہ اکٹھا ہوجائیں کہ وہ دوسرے کا چیز ہو کر نہ جاتے اور ہر خاص و عام اس کو نہ سمجھ سکیں شاعری ہر یا نثر عالی ہر طرح میر کی طرح اس مقولہ پر لا کر نہ لکھتے ہیں۔

بات میری ہے کہ خواہم پسند

پر مجھے غفلت عوام سے ہے

پھر ایک صاحب محبوب کی جاہلیت سے دیکھا جائے تو اس حال اور غرض ایک زبردست شخصیت کے گھر میں، اگر سرحد کے ساتھ عالی کی شہر میں نہ آجائے تو قلعہ کی طرح کے بار و دروازہ و درخت شایاں ہی جگہ نہ جاتے۔ یہاں ملازمت طریقیہ کر دیتے اس کو چھوڑا دیتے اور اس قابل نہ ہوتی کہ اپنی اپنی جاہلیت کا نام رکھتے ہوتے نہ لکھیں اور میرات کے ساتھ کسی تیر و سرخ پر عورت لڑکے۔

سرحد کی اخبار کی شہر میں اہل جان یا کلا نہیں تھے۔ اور اس سے دور میں کوئی ادبی تحریک نہیں مطلقاً ہر لکھتی تھی۔ اس لحاظ کو ان ادیبوں کے اسلوب کا تنقید نہیں کر سکتے لکھنا ہی سے اور مٹر کے اسلوب میں ہی تحریک مطلقاً ہوتی ہر لکھتی ہی ہوتی تھی (۱۸۵۷ء) سے ہوتی۔

جنونی گراں گھبر

”اسپ بولنگ“

ہیں تفریق کے عین خاطر میں میری، اور اگر میری علم دنیا سے سوا غفلت کی ایک صلیت ہی، کہ شوق و لب سے لطف ادا کیجئے تو شاید یقیناً وہ اس سے زیادہ بڑھ چلائے گی۔ چنانچہ اس وقت بڑھ چلائی ہے۔ اپنے وقت میں تو شاید اس سے زیادہ پیغام بھیجے گئے۔ اب وہ نہ فارہا ہے کہ اس کو شاعری میں لای جائے اگر حال کی سند میں کوئی تفسیر کوں (۱۸۵۷ء ۱۸۵۸ء ۱۸۵۹ء ۱۸۶۰ء ۱۸۶۱ء ۱۸۶۲ء) یا کوئی نئے اور متعین مرکزی ٹیکل ہوئے یا اگر اس میں کوئی مسلک اور اصول بیان کیا جائے تو کوئی فرق نہ رہا کی جہاں جہاں شاعر نامہ ایڈیٹر اور پرائیمر لکھتے تھے کہ اگر کا پڑ پڑتے تھے ان خصوصیات سے متفرق ہوتے ہوتے میں میری بڑھ چلائی ہے شاید ہی اس نام کو کوئی دوسرا طریق لکھ چکی ہو۔

حال کی جیسے کہ جاہلیت سے بحث کرتے پائے تھے۔ یعنی ان کے تنقید کا نہ حال کی وہ حیثیت ہے میں پر کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں کیمرنگ بیان ان کو لایا ایک ہوجا چلا ہیں۔ حال نے نہ صرف اور شاعر کی کردار و ماسٹر پر لکھا۔ بلکہ وہ اور تنقید اور میرات کے سوا جھڑپے۔ وہ اپنے شخص میں جہوں سے میرات اور تنقید نگاری میں مغربی اصول لے کر لکھا تاہم اب اور میرات ادیب کو ان کا نام مغربی کو سوار کی چیز ہی بنا کر چلی کیا۔ کہا جاسکتا ہے کہ تنقید میں حال اور کے ڈاٹاٹان (۱۸۵۷ء ۱۸۵۸ء) میں میر میرات نے لکھنے کی تنقید میں اور میرات اور میرات کی تنقید کو بنیاد ڈالی، اس طرح حال نے اور تنقید نگاری کا ریکہ کی سطح سے بلند کر کے ایک علمی اور تحقیقی فن کی صورت دی۔

جو خصوصیات حال کی شاعری میں لائی گئی ہیں۔ وہ ان کی تنقیدوں کی ایک شان و شان کی نظر آتی ہیں۔ یعنی وہی نمونہ اور اصول پتہ ہی سرحد کے ساتھ نہیں ہے جس بڑھ چلائی ہیں عینیت مندی اور نہایت ہی ادا کیا ہے اس کے ساتھ

راکش کست ایل کے سسلے کی ایک چٹلا سے وار کست اب

اکبر الہ آبادی

کی

ہفت روزہ مزاج میں ڈوہائی ہوتی شاعری

کلیات اکبر (مضامین)

قیمت: ایک روپے

ترجمہ: عزیز نسیم

مطبوعات شیعہ غلام علی، ادبی، مارکیٹ، لاہور، لاہور